1-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر9(قَالَ ٱلۡمَلَأُ)

❖ قرآن مجید نور ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۷۴﴾النساء

لوگو!تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیلِ روشن آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے

نور /روشنی کیا دکھاتی ہے؟

اندھیروں میں راہ دکھاتی ہے

▫ یہ زندگی اندھیروں سے بھری ہوئی ہے جہالت کے،لاعلمی کے ان میں جب قرآن کا نور آجاتا ہے تو انسان کو صحیح اور غلط کا فرق پتہ چلتا ہے اور صحیح راستہ معلوم ہوتا ہے۔

✷ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آگاہ رہو اے لوگو!میں ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے تو میں اسے قبول کرلوں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہاہوں ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔تو تم اللہ کی کتاب کو پکڑے رکھو(اب یہ نہیں کہ صرف رمضان میں پکڑے رکھو)اور اسکے ساتھ مضبوطی سے جڑے رہو(اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالو اور آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب پر بہت زور دیا اور اسکی خوب رغبت دلائی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا:دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں،میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں،میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں،میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں(یعنی ان کے ساتھ احسان کارویہ اختیار کرنا)۔

تو ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم زندگی کے اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو یاد رکھیں۔

سورۃ الاعراف

❖ آیت88

ہر نبی کی مخالفت اس قوم کے خوشحال طبقے نے کی۔

اس کی وجہ کیا تھی؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود کو بڑا سمجھتے تھے۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر نبوت آنی بھی تھی تو اس کے حقدار ہم زیادہ تھے،ہمارے پاس یہ سب کچھ آنا چاہیے تھا ہم لوگوں کی رہنمائی کرتے اب چونکہ نبوت کسی اور کے پاس آگئی ہے تو ہم اس کی پیروی کرنے والے نہیں۔متکبر لوگوں کو طریقہ کار ایک ہی جیسا ہوتا ہے وہ ناحق طریقہ سے جھگڑا اور بحث کرتے ہیں اور اگر اس پر بے بس ہو جاتے ہیں تو دھمکیوں پر اتر آتے ہیں یہاں وہ دھمکیاں دے رہے ہیں کہ ہم تمہیں اپنی قوم اور ملک

سے نکال دیں گے، اور جو تمہارے اوپر ایمان لے آئے ہیں ان کو بھی نکال دیں گے یا پھر لازماً تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہو گا۔ ہمارے طریقوں کو فالو کرنا ہو گا۔

قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَٰرِهِينَ

▪ اہل ایمان کیلئے ایمان کو چھوڑنا، دین کے طریقے کو چھوڑنا انتہائی ناپسندیدہ ہوتا ہے.

▪ جس شخص کو ایمان کی حلاوت ایک دفعہ نصیب ہو جاتی ہے پھر وہ ایمان کو ترک نہیں کرتا۔

✷ انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا

- یہ کہ اللہ اور اسکا رسول اسکے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں
- اور یہ آدمی جس کسی سے محبت کرے صرف اللہ کیلئے کرے
- کفر میں دوبارہ لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جیسا کہ وہ آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

یعنی اسلام سے پھر مرتد ہو کر کفر کی طرف جانا اس کے لیے ایسے ہی ہو جیسے جھنم میں جانا ہے۔

❖ آیت 89

انبیاء کا شرک والا دین کبھی نہیں رہا۔

نبی بھی اپنے نیک عمل اور ایمان پر کبھی غرور نہیں کرتے۔ ہمیں کبھی بھی یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ نیکی کی جس حالت پر میں ہوں یا ایمان کے جس درجے پر ہوں اس پر تو مجھے ہمیشگی حاصل ہو گئی۔

نہیں یہ اللہ ہی کے فضل سے ہی ہوا اور اس پر اس وقت تک قائم رہوں گا جب تک اللہ چاہے گا۔

انبیاء اور صالحین ہمیشہ سے یہ جانتے ہیں کہ ان کا دین پر ثابت قدم رہنا اللہ کی مشیت کی وجہ سے ہے اس میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں۔

آج اگر ہم یہاں آکر بیٹھے ہیں تو اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں بلکہ ہمارے لیے یہ راستے اللہ سبحانہ نے آسان کیے اور ہمارے دلوں کو اپنی کتاب کی طرف راغب کیا۔

یاد رکھیے:

⬘ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے!

✷ نبی کریم ﷺ بہ کثرت یہ دعا مانگا کرتے تھے

▫يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ

اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدمی عطا فرما۔

ہم سب کو بھی اس راستے پر ثابت قدمی کی دعا کرنا چاہیے۔

✷ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر اور آپ کی تعلیمات پر ایمان لائے ہیں کیا آپ کو ہمارے متعلق کسی چیز سے خطرہ ہے کہ ہم پھر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیونکہ دل اللہ عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جیسے چاہتا ہے اسے بدل دیتا ہے۔

اس لیے انسان ہدایت پر ہوتے ہوئے بھی ڈر تا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسی چیز مجھے اسے دین سے پھیرنے کا سبب بن جائے ۔
خصوصاجب انسان کو ایمان کی، دین کی، قرآن کے علم کی حلاوت محسوس ہونے لگتی ہو تو وہ سب سے زیادہ قیمتی چیز اس کو سمجھتا ہے اور اس پر قائم رہنے کی پھر دعا بھی کرتا ہے اپنا کمال نہیں سمجھتا۔

یادرکھیے:

ایک لمحہ میں دل پلٹ سکتے ہیں۔ ایمان سے کفر کی طرف الٹ سکتے ہیں۔

✷ جُبَیر بن نُفَیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

کہ میں حُمُس میں ابو درداء کے پاس ان کے گھر گیا تو وہ اپنی مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے جب وہ تشہد میں بیٹھے تو نفاق سے اللہ عزَوجلّ کی پناہ مانگنے لگے جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان سے کہا اے ابو درداء اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ کا نفاق سے کیا تعلق (آپکو کیوں منافقت سے ڈر لگ رہا ہے، آپ اور نفاق کا کیا جوڑ) انہوں نے تین دفعہ کہا **اللّٰھم اغفر** , اللہ تو معاف کر دینا۔ اللہ کی قسم ایک آدمی ایک گھڑی میں ہی ایک فتنے میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے۔

یعنی بعض اوقات شیطان کوئی ایسا وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ انسان کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے تو اس لیے بہت ضروری ہے کہ انسان اللہ سے استقامت مانگتا رہے

❖ آیت 91

انہوں نے شعیبؑ کو ڈرایا تھا اور ان کو شہر سے باہر نکالنے کا پروگرام بنایا تھا تو اللہ سبحانہ و تعالی تعالی نے ان پر زلزلہ بھیج کر ان کو پکڑ لیا۔

❖ آیت 94-95

خوشحالی اور بدحالی دونوں ہی امتحان کے دو پرچے ہوتے ہیں، تکلیف میں تو انسان سمجھتا ہے کہ میرے اوپر کوئی امتحان اور آزمائش ہے، شاید اللہ کی کوئی ناراضگی ہے اس وجہ سے میرے حالات نہیں بدلتے لیکن جب خوشحالی آتی ہے اور نعمتیں فراواں ہو جاتی ہیں تو انسان سب کچھ بھول جاتا ہے انسان کے اندر یہ خیال آتا ہے کہ میرا ارب مجھ سے بہت راضی ہے لہذا وہ گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے، اللہ کی نافرمانیوں کی طرف چل پڑتا ہے اور توبہ استغفار بھی نہیں کرتا۔
تو اس لیے جب صحابہ کرام پر نعمتیں بہت زیادہ آجاتی تھیں تو وہ اس سے بھی بہت ڈرتے تھے کہ کہیں یہ رب کی طرف سے ڈھیل نہ ہو، استدراج نہ ہو، کہ اس کے بعد پکڑ نہ ہو کہیں۔

اس لیے

نعمتوں کو بھی عاجزی کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔
اور اس میں سے اللہ کا اور بندوں کا حق نکالتے رہنا چاہیے تاکہ شکر ادا ہوتا رہے اور نعمیتیں برقرار رہیں۔

❖ **آیت 96 اب یہاں بتا دیا گیا کہ نعمتیں کیسے برقرار رہتی ہیں؟** دو چیزیں اللہ کو راضی کرنے والی ہیں ایمان اور تقوی۔

❖ **آیت 97** اچانک پکڑ عذاب کی شکل ہوتی ہے۔

❖ آیت99

اللہ تعالیٰ کا ان کے خلاف چال چلنا کیا ہے؟

کہ پہلے انہیں مہلت اور ڈھیل دے، ان پر دنیا کی زندگی کے انعامات عام کر دے اور پھر اچانک رسی کھینچ لے۔

حسن بصری کہتے ہیں:

مومن نیک کام کرتے ہوئے بھی ڈرتا ہے، لرزتا اور خوف کھاتا ہے (ہم سب کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ نیکی کرتے ہوئے، خیرات کرتے ہوئے، کسی کی مدد کرتے ہوئے ہمارے دل کا حال کیا ہوتا ہے) اور فاجر گناہ کے کام کرتے ہوئے بھی امن اور سکون میں ہوتا ہے (بڑی بڑی نافرمانیاں کر کے بھی بڑا خوش ہوتا ہے)۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے یہ خطرہ ہو کہ یہ پہاڑ اسکے اوپر نہ گر جائے جب کہ فاسق اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے کہ جیسے کوئی مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور اسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے اڑا دیا (یعنی اس کو اپنے گناہ سے کوئی ڈر نہیں لگتا اور وہ اس کو برا نہیں سمجھتا اسی لیے تو توبہ نہیں کرتا)

❖ آیت100 یہ گناہوں کے دو نتائج بتائے گئے کہ

- ان پر مصیبت آئے
- اور ان کے دل سخت ہو جائیں

تو اس لئے انسان کو ساتھ ساتھ توبہ کرتے رہنا چاہیے، جہاں پھسلے، جہاں بھٹکے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راغب ہو۔

❖ آیت102 یعنی commitment نہیں کی، یعنی دین کی کوئی بات کبھی اختیار کی بھی تو اس پر ثابت قدمی اختیار نہیں کی۔

❖ آیت103

یہاں سے آخر تک موسیٰؑ کا ایک طویل قصہ آئے گا اور اس میں دیکھنے کو کہا گیا ہے **فانظر**: غور کرو

جو لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں، تکبر کرتے ہیں، اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر دوسروں پر ظلم ڈھاتے ہیں، ناانصافیاں کرتے ہیں بالآخر ایک دن ان کا انجام کیسے ہوتا ہے؟

❖ آیت105 موسیٰؑ کی دعوت کے دو بڑے نِکات تھے۔

1۔ قوم فرعون کو اللہ کی طرف بلانا

2۔ بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانا

❖ آیت113

نبی قوم کا خیر خواہ ہوتا ہے وہ لوگوں سے کوئی بدلہ، اجر و ثواب نہیں چاہتا۔ اس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہوتا ہے۔

اس کے برعکس جادوگر جادو کا کاروبار کیوں چلاتے ہیں؟ تا کہ دنیا کما سکیں۔

اسی لیے جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے انعام مانگا کہ اچھا موقع ہے آج فرعون کو ہماری ضرورت پڑی ہے تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

❖ آیت116

یہاں پر موسیٰؑ نے جادوگروں کو پہل کرنے کا موقع دیا۔ اس کی کیا حکمت تھی؟

اصل بات تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن موسیٰؑ دیکھنا چاہتے تھے کہ جادوگر زیادہ سے زیادہ کیا کرتے ہیں، انکی کارکردگی پر غور کرنا چاہتے تھے۔

اور یہ بھی کہ جب یہ اپنی چالاکیوں سے فارغ ہو جائیں تو موسیٰؑ ان پر حملہ آور ہوں۔

اور ویسے بھی جب حق آخر میں آئے گا تو دلوں پر اثر انداز بھی ہو گا۔

❖ آیت117

عصا کا پھینکنا تھا کہ وہ اژدھا بن کر ان کے جھوٹے شعبدے کو نگلنے لگا اور یہی حکمت نظر آتی ہے کہ سارا جادو ختم ہو گیا۔

یہ آیات

- آیت الاعراف118
- یونس81-82
- الاعراف118-122
- طٰہ69

یہ آیات اگر کسی پر شک ہے کہ اس پر جادو ہے تو ایک برتن میں پانی ڈال کر یہ آیات پڑھی جائیں اور مسحور کے سر پر بہا دیا جائے تو اس کو اِفاقہ ہوتا ہے۔

❖ آیت123

فرعون ضد میں نہیں مانا لیکن جادوگر جن کا جادو ملیامیٹ ہوا، وہ عاجز ہوئے وہ مان گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ حق ہے۔ لہذا وہ حق کے آگے جھک گئے۔

ایک سچا انسان چاہے وہ زندگی گناہوں میں ہی بسر کر رہا ہو لیکن جب حق اس کے سامنے آجاتا ہے تو وہ اس کو فوراً قبول کر لیتا ہے، اس کے سامنے اکڑتا نہیں، ضد نہیں کرتا، وہ شیطان کی روش اختیار نہیں کرتا وہ آدمؑ کی طرح اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتا ہے۔

❖ **آیت124** اگر ہاتھ و پیر ایک ہی سمت سے کاٹ دیئے جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

❖ **آیت126** جادوگر صبر سے مقابلہ کرنا چاہ رہے تھے۔ کیونکہ فرعون کی دھمکی معمولی دھمکی نہیں تھی۔ اپنے آپ کو اس جگہ رکھ کر سوچیے کہ کوئی اس طرح کی دھمکی دے تو خوف کا کیا حال ہو گا۔

سیکھنے کی بات

بڑے بڑے سے گبھرا دینے والے موقع پر بھی انسان کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

افراغ کہتے ہیں

▫برتن میں جو کچھ ہے سب کچھ انڈیل دے (یعنی ہمارا دل صبر سے لبریز ہو جائے)

▫وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (پھر انہوں نے اسلام پر فوت ہونے کی دعا مانگی کیونکہ اب زندگی میں کوئی رغبت نہیں رہی تھی اور انہیں فرعون کی دھمکی کی کوئی پرواہ بھی نہیں تھی)

ان کا مقصد کیا تھا؟

▪ آخرت میں نجات پائیں۔

▪ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور ان باتوں سے فرعون اور ذلیل ہو گیا اور اس کی دھمکیاں بے کار ہو گئیں۔

پیچھے جو بات ہوئی تھی کہ لمحوں میں دل پلٹ جاتے ہیں یہ اس کی عملی مثال ہے۔ جادوگروں کے دل لمحے میں پلٹ گئے جب دیکھا کہ عصا ان کا سارا جادو نگل گیا ہے، تو ضد میں نہیں آئے کہ وہ ہار گئے ہیں حق کو دیکھتے ہی فورا قبول کر لیا، دل پلٹ گئے، ایمان کی طرف آ گئے۔

جب ایمان آیا تو اس کی روشنی سے سب سے بڑی فکر انہیں اپنی آخرت کی فکر کی لگی فرعون کی دھمکیوں کی بھی نہیں۔ اس کے مقابلے میں صبر مانگ لیا۔

اصل ایمان ہی اس شخص کا سچا ہوتا ہے جس کو اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے میرے کام کا انجام وہاں کیا ہو گا آگے کیا بنے گا؟ جو ہمیشہ کی زندگی ہے۔

یاد رکھیے

کوئی مشکل چھوٹی ہو یا بڑی سب سے پہلے ہمارے دل میں اللہ تعالی کا خیال آنا چاہیے۔

اس سے دعا کرنی چاہیے۔

مشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالی سے مدد مانگنی چاہیے۔

وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَٰشِعِينَ (سورت البقرۃ 45)

نماز اللہ تعالی سے دعا مانگنے کا بہترین طریقہ ہے۔

استاذہ نے بتایا کہ جب استاذہ کی والدہ کی وفات ہوئی ان کو پہلی نظر میں فوت ہوئے دیکھا تو انکا دل بیٹھ گیا لیکن اس وقت انکے دل میں فوراً یہی آیات یاد آئیں
وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ

پہلا کام انہوں نے یہی کیا کہ نماز پڑھی۔ یقین کریں نماز سے پہلے اور بعد کے دل کے حالات میں زمین آسمان کا فرق تھا، دل ٹھہر گیا، سکینت نازل ہونے لگی اور اس کے بعد کے سارے مرحلے آسان ہو گئے۔

یہ نہیں کہ آنکھوں میں آنسو نہیں آتے لیکن بے قراری کی کیفیت چلی گئی۔ کسی کی وفات ہو چوری ہو نقصان ہو کچھ بھی ہو اللہ سبحانہ و تعالی کی طرف راغب ہونا ہے۔

حالات تو نہیں بدلتے لیکن دل بدل جاتا ہے۔ باہر تو وقت کے ساتھ ہی تبدیلی آئے گی لیکن اندر کی تبدیلی انسان کو مضبوط اور پر سکون کر دیتی ہے۔ جب آپ پر سکون ہوتے ہیں تو سارے فیصلے ہوش و حواس سے کرتے ہیں ورنہ عموما انسان ایسے مواقع پر جذباتی ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگتا ہے، چھوٹی باتوں پر چیخنا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالی کو ناراض کرنے والی بات ہے تو ہر غم، ہر دکھ، ہر تکلیف کے موقع پر اللہ تعالی سے مدد مانگو، نماز پڑھو صبر کرو اور صبر کی دعا بھی کرو۔

کیونکہ دل کی بے قراری صبر کے آنے کے بعد ہی درست ہوتی ہے۔

❖ آیت128

یہ مشکل تو ٹل جائے گی پھر خوشحالی آئے گی تو اس کے ساتھ بھی ایک آزمائش ساتھ آئے گی تاکہ دیکھا جائے کہ تم کرتے کیا ہو۔

اللہ تعالی ہم سے ہر حال میں یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کرتے کیا ہیں خوشی کے موقع پر کیا کرتے ہیں، غم یا دکھ کے موقع پر کیا کرتے ہیں جب کوئی ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ جب کوئی برا کرتا ہے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ وہ ہر وقت دیکھ رہا ہے کہ ہم کر کیا رہے ہیں

ہم سب کو اپنے عمل کی فکر ہونی چاہیے کہ

مختلف حالات میں ہمارے reactions کیا ہیں؟ یہی ہمارا عمل ہوتا ہے اور اسی پر ہماری جزا و سزا لکھی جاتی ہے۔

❖ آیت130

ویسے اللہ کا بڑا کرم ہے ایسے لوگوں کو برداشت کرنا ہمارے پاس طاقت ہو تو ہم ایک لمحے میں ایسے لوگوں کو نیست و نابود کر دیں۔

واقعی اللہ تعالی الصبور ہے۔۔۔۔۔ انتہا درجے کا صبر کرنے والا۔

الحلیم ہے۔۔۔ بے حد برداشت کرنے والا، بردبار ہے۔

اب قوم فرعون کا ایک اور امتحان ہوا قحط سالی، خشک سالی یعنی پیداوار آسمانی آفتوں سے ہلاک ہو جاتی، فصلیں ماری جاتی، یا کچھ اگتا نہیں۔

سختیاں، تکلیفیں، آزمائشیں انسان کا دل نرم کرتی ہیں انسان کے اندر جھکاؤ آتا ہے اور اللہ تعالی کے پاس جو کچھ اجر و ثواب ہے سختی کے وقت دل اس کی طرف راغب ہوتا ہے۔

جب دنیا والے دل توڑتے ہیں تو پھر انسان اللہ کی طرف راغب ہوتا ہے۔

جب دنیا اس سے چھن جاتی ہے تو انسان جنت کی نعمتوں کو یاد کرتا ہے اور اگر دنیا ہی جنت بن جائے تو اصل جنت بھول جاتی ہے انسان کو۔

❖ آیت131

یاد رکھیے

نعمت ملنے کو کبھی اپنا کمال نہ سمجھیں کیونکہ یہ بھی ایک امتحان ہوتا ہے۔ انسان کبھی یہ نہ کہے کہ مجھے یہ چیز علم کی بناء پر ملی، یہ چیز مجھے طاقت کی بناء پر ملی، فلاں قابلیت اور ذہانت کی وجہ سے ملی۔

اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی کامیابی ملتی ہے تو بھول جاتے ہیں اور خود کریڈٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک پروجیکٹ جو سانجھا ہوتا ہے اس میں کامیابی ملے تو کوئی کہتا ہے کہ یہ میں نے کہا تھا، کوئی کہتا ہے یہ فلاں چیز مجھے اس وقت سوجھ گئی تھی تو اس لیے یہ ہو گیا۔ گویا ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اس کو اپنا کمال بتائے۔

ہمارے منہ سے کیا لفظ نکلنا چاہیے۔

هذا من فضل ربی۔۔۔۔۔ یہ میرے رب کا انعام ہے، اللہ نے توفیق دی، اس نے راستہ سجھایا، رہنمائی دی، اس سے بندہ اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے جس سے وہ نعمت بھی باقی رہتی اور آئندہ بھی نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

❖ آیت 132

انہوں نے کہا ہم تو ماننے والے نہیں۔

اس کے برعکس انسان کو یہ کہنا چاہیے کہ ہاں اگر کوئی دلیل ہوئی تو میں ضرور مان لوں گا۔

❖ آیت 133

طوفان۔۔۔۔ عذاب ہوتے ہیں گھر تباہ ہو جاتے ہیں فصلیں تباہ ہو جاتے ہیں۔

ٹڈی دل۔۔۔ فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔

جوئیں۔۔۔۔ انسان کی نیند خراب کر دیتی ہیں نفرت انگیز چیز ہوتی ہیں کہ انسان کی نیند سکون خراب کر دیتی ہیں، گندگی کا سمبل ہوتی ہیں۔

مینڈک۔۔۔ کھانوں میں، ان کے گھروں میں، ان کے بستروں میں ہر جگہ اچھلتے پھرتے تھے۔

خون کا عذاب۔۔۔۔ ان کے پانی میں خون مل گیا اور ان کو نکسیر کی بیماری لاحق ہو گئی ہر وقت ناک سے خون بہتا رہتا تھا۔

مختلف عذاب وقتاً فوقتاً ان کے اوپر آئے پھر بھی وہ کیسے سخت لوگ تھے کہ کسی مصیبت پہ جھکے نہیں کیونکہ وہ تھے ہی مجرم لوگ۔

❖ آیت 134

بنی اسرائیل اور فوعونی دونوں موسیٰؑ سے دعا کرنے کا کہتے، خود دعا نہیں کرتے۔

خود دعا کرنا سب سے افضل ہوتا ہے کیونکہ انسان کا اپنے رب سے تعلق مضبوط ہوتا ہے،

یہ عبادت کا نچوڑ ہے۔

یہ عبادت کی قسم ہے۔

❖ آیت 136 فرعونیوں کے ڈبونے کی وجہ کیا تھی؟

- آیات کی تکذیب
- غفلت (کسی چیز کو یاد کرنے سے ذہن کا بہک جانا)

انہوں نے جان بوجھ کر غفلت اختیار کی یعنی انہوں نے آیات پر غور وفکر کرنے سے روگردانی کی اور جو نشانیاں اللہ تعالی نے موسیؑ کے ذریعے بھیجی تھیں ان کے اوپر توجہ نہ دی اور ان کے برے نتائج کو کچھ نہ سمجھا۔

❖ آیت137

وَأَوۡرَثۡنَا ٱلۡقَوۡمَ ٱلَّذِينَ كَانُواْ يُسۡتَضۡعَفُونَ
مَشَٰرِقَ ٱلۡأَرۡضِ وَمَغَٰرِبَهَا ٱلَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَاۖ

✷ حدیث میں آتا ہے

واعلم أن النصر مع الصبر(احمد) جان رکھو کامیابی صبر کے ساتھ ہے

صبر کیا ہے؟

ٹھہر جانا، رک جانا، منفی reactions سے بچنا۔

جو انکی نظر میں بڑی شاندار تہذیب تھی اسکو ختم کر دیا اور وہ اپنا سارا آرٹ اور ہنر اپنے ساتھ لے کر ختم ہو گئے

❖ آیت138

موسیؑ نے کہا تم بڑے جاہل، نا سمجھ لوگ ہو۔ اللہ نے تمہیں فرعون جیسے ظالم سے نجات دی اور وہ وہاں سے نکل کر، آزاد ہو کر، اللہ ہی کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہو، شرک کرنے لگے۔

بنی اسرائیل نے بت بنا کر دینے کا کیوں کہا تھا؟

بنی اسرائیل اگرچہ اپنے وقت کے مسلمان قوم تھی لیکن طویل عرصے تک فرعونیوں کی غلامی کی وجہ سے ان کی معاشرت سے متاثر ہو چکی تھی، ان کے طریقہ عبادت وغیرہ سے بھی متاثر تھی اور ان کے ہاں گائے کی پوجا ہوتی تھی تو انہوں نے بھی کہا کہ ہمیں بھی ایسا ہی کوئی بت بنا دیا جائے۔

قَالَ إِنَّكُمۡ قَوۡمٞ تَجۡهَلُونَ

سب سے بڑی جہالت اپنے اصل خالق، اپنے الہ، اپنے معبود سے بے خبری اور لاعلمی ہے۔

ایک شخص کتنا بھی پڑھا لکھا ہو لیکن اپنے پیدا کرنے والے کو اپنے خالق اپنے مالک اپنے رازق کو نہیں پہچانتا تو وہ جاہل ہے اور پھر اگر اس کے ساتھ کسی اور کو الہ بناتا ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

سب سے عظیم گناہ

خالق کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

✷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو برابر ٹھہراؤ حالانکہ اللہ نے ہی تم کو پیدا کیا میں نے عرض کیا واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔

❖ آیت 142

اللہ تعالی موسیٰؑ کو ہر چیز سے isolate کر کے پہاڑ پر لے گئے تھے کہ انہیں تورات دینا تھی۔

علم حاصل کرنے کے لیے یکسوئی بڑی ضروری ہے۔

مثلا: چیٹ بھی کھولی ہوئی ہے اور ساتھ ہی لیکچر بھی لگایا ہوا ہے اور چل پھر کر کہتے ہیں کہ میں بہت علم حاصل کر رہی ہوں تو یہ علم حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ نہ ہونے سے یہ بہتر ہے کہ کان میں کوئی اچھی بات پڑ جائے گی لیکن اللہ کی کتاب کے ساتھ کچھ نہ کچھ وقت ایسا ضرور گزارنا چاہیے کہ جب سارے Gadgets، سارے گھر کے کاموں، ساری مصروفیات سے کٹ کر الگ ہو کر بیٹھے اور اس پر contemplate کرے، توجہ کرے، غور و فکر تدبر کرے، تاکہ وہ دل کے اندر جائے اور عمل میں جھلکے۔

موسیٰؑ نے اپنے بھائی کو جانشین بناتے ہوئے کیا ہدایت دیں؟

اصلاح کرتے رہنا (یعنی بھٹکنے لگیں تو اصلاح کرنا)

فساد کرنے والوں کے پیچھے نہ چلنا (اگر مل کر سب کسی غلط طریقے پر چلیں تو ان کی اکثریت کے پیچھے نہیں چلنا)

- ❖ **آیت 140:** اللہ کا حق تو سب سے بڑا ہے کہ اس نے سب کچھ دیا اور بنی اسرائیل اللہ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی طرف راغب ہو گئے؟

❖ آیت 143

پہاڑ کی چوٹی پر اتنی خاموشی کہ انسان کو اپنے سانس کی آواز آتی ہے اس جگہ موسیٰؑ سے اللہ تعالی نے کلام کیا۔ بات چیت ہوئی۔

اللہ کا کلام سن کر دل پگھل جاتے ہیں کہاں یہ کہ اللہ سے کلام کیا جائے۔

جس سے محبت ہوتی ہے اس کو دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔

پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط چیز بھی اللہ تعالی کا دیدار نہیں کر سکتا تو انسان تو بڑی کمزور چیز ہے۔

پہاڑ گر کر ٹوٹ پڑا تو یہ منظر دیکھ کر موسیٰؑ بھی بے ہوش ہو گئے۔

✷ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

چھنگلی کے ایک کنارے برابر تجلی ظاہر ہوئی تھی۔

موسیٰؑ اسی پہاڑ پر تھے۔ یہ موسیٰؑ کی عاجزی تھی فوراً اپنے رب سے رجوع کیا۔ کہ مجھے ایسا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

بظاہر دیکھا جائے تو اس میں کوئی غلط بات نہیں تھی کہ انسان کے اندر شوق آتا تو وہ اپنے رب سے ہر چیز مانگ لیتا ہے تو اس سے اس کا دیدار مانگ لیا لیکن دنیا میں یہ ممکن نہیں۔

لیکن آخرت میں اللہ تعالی اپنے پیارے بندوں کو جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، جو اس سے محبت کرتے ہیں، اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کو اپنا دیدار کرائے گا اور جب کرائے گا تو انہیں ہر نعمت بھول جائے گی۔

❖ آیت144

دین کی دعوت کا خلاصہ شکر گزاری ہے۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر گزاری۔

اور شکر ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

انسان اللہ کی عبادت میں سرگرم ہو جاتا ہے۔

شکر زبان، دل سے بھی ہوتا ہے لیکن عمل شکر کا سب سے بڑا اظہار ہوتا ہے۔

عمل سے شکر یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسے اللہ کی پسند کے راستوں میں لگا دیں، نافرمانی کے رستوں میں نہ لگائیں۔

❖ آیت145

قوت سے پکڑنے سے مراد

دل کی مضبوطی، پکے عزم کے ساتھ پکڑو اور عمل کرو۔

کیونکہ انسان جب کمزور ارادے سے کسی چیز کو لیتا ہے تو ڈھیلے ڈھالے طریقے سے ہی پکڑتا ہے۔

جو چیز قیمتی ہوتی ہے اس کو سنبھال کر رکھتا ہے اور اس پر نیت اور ارادہ بھی کر لیتا ہے۔

يَأۡخُذُواْ بِأَحۡسَنِهَاۚ

اس کے بہترین حصہ کو لے لیں تو کیا اس کا مطلب ہے کہ قرآن میں کچھ حصہ اچھا ہے اور کچھ بہت زیادہ اچھا ہے؟

جی ہاں قرآن کے علاوہ جب وہ کچھ اور سنتے ہیں تو وہ قرآن کی پیروی کرتے ہیں دوسری چیز کی پیروی نہیں کرتے۔

وہ قرآن سنتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی لیکن پیروی قرآن ہی کی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے خوشخبری ہے کہ وہ کان لگا کر بات سنتے ہیں اور پھر اسمیں سے سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

❖ آیت146

تکبر ہدایت کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو غور و فکر کی صلاحیت ہی نہیں دیتا۔

حق سے ضد رکھنے کی وجہ سے انسان ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔

علم سے محروم کرنے والے اسباب میں

- تکبر
- بے صبرا پن
- حق سے ضد

کسی کا قول ہے: علم، حیاء اور تکبر رکھنے والا شخص حاصل نہیں کر سکتا۔

ان کے دلوں سے قرآن کے فہم کو روک لوں گا۔

❖ آیت 150

ایک مومن کا غصہ اپنی ذات کے لیے نہیں ہوتا بلکہ حق، ہدایت اور دین کے لیے ہوتا ہے۔ موسیٰ کا غصہ اس وجہ سے تھا کہ قوم بت پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی۔

بعض اوقات لوگ لیڈر کی بات بھی نہیں سنتے۔

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُم

- جلد بازی چاہے کسی نیکی کے کام میں ہو وہ بعض اوقات انسان کو فتنے میں مبتلا کر دیتی ہے۔

عجل (جلدی کیا ہوتی ہے)؟ کسی چیز کا وقت آنے سے پہلے ہی اس کی طرف چلے جانا یہ قابل مذمت ہوتا ہے۔

جیسے اذان ہوئی نہیں، وقت داخل نہیں ہوا لیکن نماز شروع کر دی۔

سُرَّعْ کا مطلب ہوتا ہے

- ایک چیز کو اسکے اول وقت میں جلدی کر دینا یہ قابل تعریف ہے۔
- سرعت قابل تعریف ہے عجلت ناپسندیدہ ہے۔

✷ حدیث میں آتا ہے:

تحمل مزاجی اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (نیک کام اول وقت میں کرنا جلد بازی نہیں ہوتا وہ سرعت ہوتا ہے)

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا:

اعمال میں سے کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو اسکے اول وقت پر ادا کرنا۔

نہ ہی جلد بازی اچھی ہے اور نہ ہی تاخیر اچھی ہے، اول وقت میں کام کو کرنا پسندیدہ ہے اس کا اجر زیادہ ہے۔

جیسے جمعے کے دن لوگ مسجد آتے ہیں جو سب سے پہلے آتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے گویا اس نے اونٹ قربان کیا ہو، جو دوسری گھڑی میں آتا ہے اس نے گائے قربان کی، تیسری گھڑی والے نے گویا سینگ والا دنبہ قربان کیا، چوتھی گھڑی میں چلا گیا تو اس نے مرغی قربان کی، پانچویں گھڑی میں چلا گیا اس نے انڈا اللہ کے راہ میں دیا۔ پھر امام خطبہ کے لیے نکل آتا ہے تو فرشتے ذکر سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں نام لکھنا چھوڑ دیتے ہیں۔

نیکی کے کام میں تاخیر نہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔

❖ آیت 151

بندہ مومن ہر حال میں اپنے رب کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے۔

❖ آیت 153

یاد رکھیے۔ گناہ کتنے بھی ہوں توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

✷ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تم کو معاف کر دے گا۔

لیکن اس امید پر انسان ڈھیٹ بن کر گناہ نہ کرتا چلا جائے۔

بعض غلطیاں جو بہت بڑی ہوتی ہیں بظاہر کرنے میں بہت چھوٹی ہوتی ہیں لیکن انجام ان کا اتنا بھیانک ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کی فضا کو بھر دے۔

تو کتنی بھی بڑی غلطی ہو جائے اللہ کی طرف رجوع کر کے توبہ کر لینی چاہیے۔

❖ آیت154

سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں:

کہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی بنیاد اللہ سے خوف کرنا ہے

تورات ہدایت تھی لیکن کس کے لیے؟ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

قرآن ہدایت ہے لیکن کس کے لیے؟ جو اپنے رب کا تقوی اختیار کرتے ہیں۔

❖ آیت156

اللہ کی رحمت پانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

- تقوی
- زکوۃ
- آیات پر ایمان

❖ آیت157

یہاں پر نبی امی سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ کو اُمّی کیوں کہا گیا؟

کیونکہ

آپ ﷺ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ پر اللہ تعالی نے جو علم نازل کیا اس کی مثال نہیں وہ پڑھے لکھوں کے پاس بھی نہیں۔

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی وجہ سے امت کو آسانی بخشی جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور آپ واقعی آسانیاں دیتے تھے۔

✷ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم دیتا (یعنی ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کا حکم دیتا، اگر وُضُو ہے تو ایک ہی وضو سے کئی نمازیں بھی پڑھ سکتے ہو، کیونکہ بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص کر سفر میں اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں، یا جب آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں)

اسی طرح حدیث میں مسواک کے بارے میں بھی آتا ہے کہ اگر مشقت نہ ہوتی تو جتنا مسواک کا فائدہ ہے میں ہر نماز کے ساتھ پابندی کر دیتا۔(لیکن نہیں کی گئی)

❖ آیت158

یاد رکھیے

ہر رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا لیکن آپ ﷺ سب کی طرف بھیجے گئے۔

قیامت کے دن تک آپ ﷺ کی رسالت سب کے لیے ہے دنیا کے ہر ملک، ہر براعظم، ہر علاقے، ہر نسل، ہر زبان بولنے والوں کے لیے آپ ﷺ رسول ہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پہلے انبیاء خاص اپنی قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آسمان اور زمین کے درمیان جتنی چیزیں ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنات اور انسانوں کے، وہ نہیں مانتے۔

لوگوں کی نجات نبی ﷺ پر ایمان لانے میں ہی ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت کا کوئی بھی یہودی یا نصرانی جو میرے بارے میں سنے پھر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں وہ اس پر ایمان نہ لائے تو اسکا ٹھکانہ جہنم والوں میں سے ہو گا۔

جس نے سن لیا جان لیا اس کے لیے لازم ہو گیا کہ وہ ایمان لے آئے

❖ آیت160

لکڑی کا عصا چٹان پر مارا اور اس سے 12 چشمے پھوٹ پڑے۔ سبحان اللہ یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی قدرت تھی۔

جب انہوں نے شکر ادا نہ کیا، فرائض پر عمل نہ کیا تو ان سے ہر خیر ختم ہوتی گئی۔

❖ آیت161

اللہ کا فضل کیا ہوتا ہے؟ صرف غلطیاں ہی معاف نہیں کرتا بلکہ انعام بھی ساتھ دیتا ہے۔

❖ **آیت162** اللہ تعالی جب اپنے بندے یا بندی پر کوئی انعام فرماتا ہے اور وہ شکر ادا نہیں کرتا پھر وہ اس نعمت کو چھین لیتا ہے چاہے انسان اس کو پسند کرے یا نہ کرے یا چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

ہمیں ہر نعمت پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ چاہے وہ ہمارے جسم کے اندر نعمتیں ہیں یا مال یا اولاد، یا صحت یا کوئی بھی چیز اللہ نے دی، کوئی بھی راحت، آرام سہولیات ملیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے چلے جائیں۔

افسوس یہ کہ

ہم زیادہ تر وقت مشکلات کے بارے میں سوچتے ہیں اور کم وقت نعمتوں کے بارے میں سوچتے ہیں حالانکہ مشکلات کے مقابلہ میں نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔

❖ آیت 163

اس سے کیا پتہ چلتا ہے

نافرمانیاں آزمائش لاتی ہیں۔

یہ قوم اللہ کے ساتھ چالبازیاں کر رہی تھی۔ اللہ نے ہفتے کے دن کام کرنے سے منع کیا لیکن انہوں نے خود ساختہ طریقہ نکال کر اپنا مقصد و مطلب پورا کر لیا اور بظاہر یہ دکھایا کہ ہم اللہ کی فرمانبرداری کر رہے ہیں۔

❖ آیت 166

بنی اسرائیل کی اس بستی میں تین طرح کے لوگ تھے۔

1۔ وہ جو مچھلیاں پکڑتے تھے۔

2۔ جو خود نہیں پکڑتے تھے اور پکڑنے والوں کو منع بھی کرتے تھے۔

3۔ وہ جو ان سے کنارہ کش تھے خود نہیں پکڑتے تھے لیکن منع بھی نہیں کرتے تھے۔

بچایا کن لوگوں کو گیا؟

جو خود نہیں پکڑتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔

پتہ چلا: برائی سے روکنا اللہ کے عذاب سے عافیت کا سبب بنتا ہے ورنہ انسان اس میں خود بھی ملوث ہو جاتا ہے اور اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

❖ **آیت 168** دونوں طرح کی آزمائشیں دراصل انسان کو اللہ کی طرف لانے کا سبب بنتی ہیں اگر اس کے اندر حق کی طلب ہو۔

❖ آیت 169

پہلے لوگوں کے بعد میں آنے والے بدترین جانشین تھے۔ ان کا جرم کیا تھا؟

وہ کتاب کے ذریعے زندگی کا سامان اور مال سمیٹتے رہے

اس آیت میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ انہوں نے غلط فتوے دے کر لوگوں سے مال لیا، رشوتیں لیں۔

❖ آیت 170

يُمَسِّكُونَ بِٱلۡكِتَٰبِ

کتاب کو تھام لینے کا مطلب کیا ہے؟ اس کو لے لینا، بار بار پڑھتے رہنا، اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور اس کو پڑھنے کے بعد سب سے اہم چیز اپنی نمازیں درست کرنا۔ ایسے ہی لوگ اللہ کے یہاں مُصلح قرار پاتے ہیں اور اللہ ان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

❖ آیت172

یہاں ایک بہت اہم واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر کتابُ اللہ ہی سے ہمیں ملتا ہے اور ایک بہت قیمتی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

قیامت تک جتنی بھی روحیں آنے والی تھیں اللہ تعالی نے ان کو اکھٹے آدمؑ کی پشت سے پیدا کر دیا اور پھر ان سے خود خطاب کیا الست بربکم تو سب روحوں نے اپنے رب کو پہچان لیا اور کہا ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالی نے بتایا کہ اس لیے گواہی لے رہا ہوں تم سے کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہو کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا کہ ہمارا بھی کوئی رب ہے۔

یادرکھیے۔

اس بات کو انسان کے اندر اس کے لاشعور میں ڈال دیا گیا ہے اس لیے جن کا شعور کچھ بھی کام کرتا ہے وہ حق کو دیکھ کر اپنے رب کو پہچان جاتے ہیں انہیں رب کو پہچاننے میں کوئی دیر نہیں لگتی جیسے نجاشی، فرعون کے جادوگر۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے ہر انسان کی فطرت میں خیر رکھ دی ہے۔

پھر انسان سوچتا ہے کہ اسے یاد کیوں نہیں آتا۔ وہ کونسا دن تھا؟ ہم کہاں کھڑے تھے؟

وہ ہمارے حافظہ میں نہیں ہے لیکن اس کے اثرات ہیں۔

وہ حافظہ میں کیوں نہیں؟

کیونکہ اگر ہمیں یاد ہو تو امتحان ہی ختم ہو جائے۔ ایمان بالغیب اسی لیے تو ہے۔ ہماری کامیابی کا انحصار ایمان بالغیب پر ہی تو ہے۔ اسی لیے ایمان لانا بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے پکار کر کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہم سب نے اقرار کیا ہوا ہے۔ قیامت کے دن جا کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا رب کونسا ہے؟ ہمیں آپ کا پتہ نہیں تھا تو ہم نے اوروں کو الہ بنالیا ہے۔ نہیں فطرت میں پہچان رکھ دی گئی ہے

اور انبیاء اس سبق کو یاد دلانے کے لیے آتے رہے ہیں۔

❖ آیت175

یادرکھیے علم آنے کے بعد بھی شیطانی وسوسے انسان کو حق سے دور کر دیتے ہیں۔

یہ قصہ بہت بڑے عالم کا ہے جس کے پاس بہت علم تھا لیکن شیطان نے اس کے اندر دنیا کی محبت ڈال دی لہذا وہ علم اور دین چھوڑ کر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگا اور اللہ کی آیات کو اس نے بھلا دیا۔

آیات کا علم ہونے کو باوجود ان سے روگردانی کرنا یہ شیطانی عمل ہے۔

آیات کا علم ہونے کے باوجود ان سے نکل بھاگنا ان کی پابندی چھوڑ دینا یہ شیطان کے وسوسوں کا اثر ہوتا ہے۔

انسان جب شیطان کے وسوسے کی اطاعت کرتا ہے تو وہ وس کو کنڑول کرلیتا ہے، اس کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے، اس کو اپنے تابع کرلیتا ہے، اس کو مزید گمراہ کرتا ہے، اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو اپنے پسند کے رستوں پر لے جاتا ہے۔ سارا دین پڑھا لکھا دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔

بہت سے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ دین و قرآن پڑھنے کے باوجود سب کچھ بھلا کر دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں اور شیطان کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔

❖ آیت 176-177

دین کے علم کی وجہ سے بھی درجات کی بلندی ہوتی ہے۔

دین کے علم کی وجہ سے لوگوں کو دلوں میں جو محبت ہوتی ہے وہ بہت خالص ہوتی ہے۔ جبکہ مال کی وجہ سے محبت کرنے والے آپ سے محبت نہیں کرتے وہ مال سے کررہے ہوتے ہیں اگو آپ کے پاس مال نہ رہے تو وہ چھوٹ جائیں، ادھر ادھر چلے جائیں، پوچھیں بھی نہ کیونکہ اب آپ سے کوئی فائدہ نہیں ہورہا ہے۔

لیکن علم والا مرتے دم تک فائدہ پہنچا سکتا ہے اس لیے اس کی قدر میں کمی نہیں ہوتی۔

دنیا کی طرف جھکنا پستی کی طرف جانا ہے۔

کتا لالچ کا سمبل ہے۔ ہر چیز کو سونگھتا ہے، دنیا کی لالچ میں ہر اس کام کے پیچھے چل پڑتا ہے جس سے دنیا کا فائدہ ہو چاہے دین کے نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

قطبیی کہتے ہیں کہ:

ہر وہ چیز جو ہانپتی ہے تھک کر یا پیاس کی وجہ سے سوائے کتے کے۔ اگر وہ تھکا ہوا ہو تو بھی ہانپتا ہے راحت اور سکون کی حالت ہو تو بھی ہانپتا ہے۔

کتا ہر حال میں زبان لٹکاتا ہے چاہے وہ بھوکا ہو یا پیٹ بھرا ہوا، اس کی لالچ کہیں ختم ہونے کو نہیں آتی۔

ہر وہ شخص جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے اس کے لیے یہ مثال بیان کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگو آپ اس کو وعظ کریں تو بھی گمراہی میں پڑا رہتا ہے، کرنا چھوڑ دیں تو بھی وہ دنیا ہی کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے۔ وہ مجلس میں ہو، وہ تنہائی میں ہو، اس کی سوچیں، اس کی چاہت صرف دنیا کے گرد گھوم رہی ہوتی ہیں۔

اللہ کے دین کا انکار اللہ کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔ اگر ہم اس کی بات نہیں مانتے تب بھی وہ قابل تعریف ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی تعریف بیان کررہی ہے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اتنے بڑے خزانے کا انکار کرنے والے خود محروم رہ جاتے ہیں۔

❖ آیت 179

استغفر اللہ ان کے دل تو ہیں مگر اس سے حق کو نہیں سمجھتے۔

آنکھیں ہیں مگر کائنات کی نشانیوں سے اپنے رب کو نہیں پہچانتے۔

کان ہیں مگر سچ بات، اللہ کا کلام سننے کی انہیں توفیق نہیں۔

غافل اس لیے کہ۔۔۔ وہ اجر و ثواب کی طرف ہدایت نہیں پاتے۔

جانور اس لیے کہ۔۔۔ ان کا مقصد صرف کھانا پینا ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ بہکے ہوئے ہیں کیونکہ جانور بھی اپنا فائدہ و نقصان دیکھ لیتے ہیں اور اپنے مالک کی پیروی کرتے ہیں لیکن یہ ان سے بھی بدتر ہو گئے۔

یہاں پر دراصل ان لوگوں کو ڈانٹا جارہا ہے جو عقل و سمجھ، آنکھیں، کان، نگاہیں رکھتے ہوئے حق کو نہیں پاسکتے۔ ان کو حق کے لیے استعمال نہیں کرتے۔ ان اعضاء کو خواہشات کی پیروی کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

❖ آیت180

اللہ نے اپنے ناموں کو اچھا نام کہا ہے۔

▪ کیونکہ یہ سننے میں اچھے لگتے ہیں۔

▪ دلوں کو بھی اچھے لگتے ہیں۔

▪ بولنے میں بھی اچھے لگتے ہیں۔

▪ معنٰی بھی بہت اچھا ہے۔

▪ اسکا فائدہ بھی بہت اچھا ہے اسکے ساتھ اسکو پکارو۔

▪ مانگی جانے والی چیز کی مناسبت سے اللہ کو پکارنا چاہیئے۔

اللہ کے اس نام کا ذکر کرکے وہ چیز مانگنی چاہیے جو آپ کی ضرورت ہے

جیسے اے رحیم۔۔۔ تو رحم فرما

اے فیصلہ کرنے والے تو میرے لیے فیصلہ کر دے۔

اے رحمان تو مجھ پر رحمت فرما۔

اے رزاق تو مجھے رزق وافر عطا فرما۔

اگر کوئی رستے بند ہو گئے ہوں تو اے فتّاح تو میرے لیے خیر کے رستے کھول دے۔

اس نام اور کام کی مناسبت سے اگر اللہ کا نام لے کر پکاریں تو ان شاء اللہ دعائیں قبول ہوں گی۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ۹۹ نام ہے یعنی ایک کم سو جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ جنت میں جائے گا۔

احصاھا کا لفظ آیا ہے یعنی جو ان کو اچھے طریقے سے پڑھے گا، اور ادا کرنے کی قدرت رکھے گا، اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حدود کی حفاظت کرے گا، ان کے معنی کو سمجھے گا، ان پر ایمان لے آئے گا تو اس کے لیے یہ جنت میں جانے کا ذریعہ ہیں۔

اور جو اللہ کے ناموں میں الحاد کرے۔ قرآن و سنت میں موجود اللہ تعالی کے ناموں کو چھوڑ کو خود ساختہ نام بنالیں یہ الحاد ہوتا ہے۔

جو لوگ الحاد کرتے ہیں ان کو سزا بھی بتائی گئی کہ

آپ انہیں چھوڑ دیں ان کے پیچھے نہ چلیں۔

عنقریب وہ اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے۔

❖ آیت 181

اِستِدراج

کلبی کہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ

شیطان ان کے لیے اعمال مزین کر دیتا ہے اور ان کو پھر ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔

ضحاک کہتے ہیں کہ

اِستِدراج کا مطلب ہے جب وہ کوئی نئی نافرمانی کرتے ہیں تو ہم ان کو کوئی نئی نعمت دے دیتے ہیں، ڈھیل دے دیتے ہیں۔

سُفیان ثوری کہتے ہیں کہ

اس کا مطلب ہے، ہم ان کو نعمتوں میں فراخی اور وسعت عطا کرتے ہیں اور انہیں شکر ادا کرنا بھلا دیتے ہیں۔

توجو لوگ آیات کا انکار کریں، اللہ کا نکار کریں، اس کے دین اس کی کتاب کا انکار کریں پھر اللہ سبحانہ وتعالی ان کو اپنا آپ بھی بھلوا دیتا ہے۔

❖ آیت 188

نفع نقصان کا اصل مالک کون ہے؟ صرف اللہ۔ آپ کے پاس بھی یہ اختیار نہیں۔

آپ ﷺ سے بھی وہی نفع انسانوں کو پہنچا جو اللہ نے ان کو دیا۔

لیکن Ultimate نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالی ہے۔ بندوں کو بھی بندوں سے جو نفع پہنچتا ہے اس کا بھی اللہ اذن دے تو پہنچتا ہے۔

❖ آیت 189

ایک عورت کا زندگی میں اہم ترین رول

شوہر کے لیے باعث سکون ہونا ہے۔

یہ اس کی بہت بڑی عبادت ہے۔ تاکہ شوہر باہر کے بڑے بڑے کام کر سکے۔ باہر کی دنیا کے چیلنجز بہت بڑے ہوتے ہیں اس کے لیے گھر کے اندر سکون چاہیے ہوتا ہے لیکن ہم اپنے ہی کاموں کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیوی کو سکون نہیں چاہیے یا اس کی طلب نہیں ہونی چاہیے یہ تو دوطرفہ ہی ہوتا ہے لیکن گھر کو پر سکون کرنے میں بیوی کا رول مرد سے زیادہ ہے۔ مرد تو مہمان کی طرح سارا دن کام کر کے آتا ہے رات گزار کر پھر صبح کام پر چل پڑتا ہے۔ اس لیے گھر کی ذمہ داری اور سکون کو برقرار رکھنا عورت کی ذمہ داری ہے تو اُسے اس طرف متوجہ کیا گیا۔

❖ آیت 191

اگر انسان کو ہی شریک ٹھہراتے ہیں تو انسان تو خود پیدا کیا جاتا ہے تو وہ اللہ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟

بنانے والا اور بننے والا ایک تھوڑی ہوتے ہیں۔

❖ آیت192

یعنی جن ہستیوں کو بھی، جن چیزوں کو بھی، جن لکڑیوں یا پتھروں کے بنائے ہوئے بتوں کو بھی لوگ حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں تو یہ دراصل اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا غائبانہ طور پر۔ وہ بھی اللہ ہی کرتا ہے۔

❖ آیت195

یہاں پر اللہ تعالی نے ہاتھ، پاؤں، آنکھوں، کانوں کا بطور خاص ذکر کیا ہے کیونکہ یہ ہدایت حاصل کرنے کے خاص ذرائع ہیں۔ علم کے حصول کے لیے، کوشش کرنے کے لیے، دوسروں کی مدد کے لیے۔

تو اس لیے کہا گیا کہ غیر اللہ کے پاس تو یہ سارے ذرائع ہیں ہی نہیں تو وہ تمہاری کیسے، کہاں سے مدد کریں گے؟

❖ آیت196

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ کا سرپرست ہو جائے، آپ کے سارے کاموں کو سنوار دے تو اللہ سے دوستی کریں، اللہ کے قریب کرنے والے اعمال اختیار کریں۔

❖ آیت199

ہمارے دین نے ہمیں کیا سکھایا؟

جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ یہاں اس کا تعلق خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ سے کیوں ہے؟

کیونکہ جب انسان نیکی کا کام کرنے جاتا ہے، کسی کو برائی سے روکتا ہے، کوئی نیکی کی تعلیم دیتا ہے تو لوگ اس سے الجھ پڑتے ہیں اور وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

ہم میں سے اکثر لوگوں کو اس کا اتفاق ہوا ہو گا کہ گھر میں کوئی اچھی بات کی یا کسی گیدرنگ میں کی یا خاص طور پر کسی موقع پر کی تو کوئی نہ کوئی پیچھے پڑ گیا۔ کہ اپنے گھر کو دیکھو، اپنے آپ کو دیکھو، ابھی ہم کہاں اس قابل ہوئے وغیرہ وغیرہ

تو یہاں پر پہلے فرمادیا

خُذِ الْعَفْوَ جو کچھ کہے گا اسے معاف کرتے جانا ہے، پیچھے نہیں پڑنا اور نیکی کا کام بتاتے رہیں۔

عُیینہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہنے لگے:

اے خطاب کے بیٹے پس اللہ کی قسم نہ تو تم انصاف کرتے ہو، نہ تم ہمارے ساتھ کچھ سخاوت سے پیش آتے ہو تو عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہوئے اور قریب تھا کہ اسے ماریں اس وقت حُر نے اسے کہا اے امیر المؤمنین اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ) اللہ کی قسم جب حُر نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو عمر رضی اللہ عنہ وہیں رک گئے اور آپ اللہ کے کتاب کے سامنے گردن جھکا دینے والے تھے۔

❖ آیت200

حق کے بارے میں، دین کے بارے میں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو جائے تو شک میں نہ رہو، نافرمانی نہ کرو، غصہ میں نہ رہو، irritated نہ ہو، جب یہ چیزیں ظاہر ہوں تو شیطان کے شر سے پناہ مانگو۔ شیطانی نَزْغ سے۔

یااللہ

کہ یہ میرا خیال نہیں

میں ایسا نہیں سوچتا

تجھے پتہ ہے کہ اچانک ہی یہ بات میرے دل میں ڈال دی گئی ہے

میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

یادرکھیے کہ

وایاک نستعین میں وسوسوں سے بچنے کی دعائیں بھی موجود ہیں اسے پڑھیے بہت فائدہ دیتی ہیں۔

بعض لوگ ان وسوسوں کی وجہ سے اپنے آپ سے تنگ آجاتے ہیں۔

❖ آیت 201

ایمان والے وسوسے کو بھانپ جاتے ہیں۔

غور و فکر کرتے ہوئے اپنی غَلطیوں کے مواقع کو دیکھ لیتے ہیں۔

لرزش کھاجائیں تو فوراتوبہ کرتے ہیں۔

ہر شر سے بچنے کا ذریعہ اختیار کرتے ہیں، یعنی ذکر زیادہ کرتے ہیں۔

ذکر شیطانی حملوں سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے۔

یحییٰؑ نے بیت المقدَس میں بنی اسرائیل کو جمع کیا جب مسجد بھر گئی تو وہ ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے پھر اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا میں تمہیں کثرت کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا بہت تیزی سے دشمن پیچھا کر رہا ہو اور وہ ایک مضبوط قلعے میں گھس کر پناہ مانگے اس طرح بندہ بھی جب تک اللہ کے ذکر میں مصروف رہتا ہے تو شیطان کے حملوں سے محفوظ قلعے میں بند ہوتا ہے۔

◆ وسوسوں کی کثرت ہونے لگے تو

▫ ذکر بڑھادیں

▫ مخصوص، عام دونوں ذکر بڑھادیں

❖ آیت 204

توجو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت آئے ہم پر تو وہ پوری توجہ سے قرآن مجید سنا کریں۔

یہاں پر دو باتیں فرمائی گئی

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا کا پہلا درجہ کیا ہے؟ کہ انسان بات چیت چھوڑ دے، فون اٹینڈ کرنا چھوڑ دے تمام چیزوں سے قطع تعلق ہو جائے، صرف اتنا ہی کافی نہیں اپنے ذہن کو بھٹکنے سے بچائے، خود بھی خاموش رہے اور پوری توجہ سے دل و جان کو حاضر کر کے اللہ کے کلام کو سمجھنے کی فکر کرے۔

قرآن سنتے وقت

- کان لگانے دینے چاہیئے
- شور وغل سے بچنا چاہیئے
- زور زور سے باتیں نہیں کرنے چاہیئے

ابن عُثَیمین کہتے ہیں:

کہ جب کسی انسان کے پاس قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ غافل اور بے خبر ہو یا کسی اور سے گفتگو کر رہا ہو بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ کان لگا کر اور چپ ہو کر سنے تاکہ اسے اللہ کی رحمت حاصل ہو۔

❖ آیت 205

دو تین چیزیں یہاں بہت اہم ہیں

صبح شام کے اذکار

نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ صبح و شام کی مسنون دعائیں انہیں لازم پکڑ لیں۔

دوسری بات صبح بھی دعائیں مانگنی چاہیے اور شام کو بھی دعائیں مانگنی چاہیے۔

تیسری بات دعائیں مانگتے وقت دل میں عاجزی ہونی چاہیے یہ نہیں کہ میرے پاس بڑی دولت ہے اور میں تو ایسا اور ایسا کر دوں گا۔

عاجزی کے ساتھ، خوف کے ساتھ، زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ اللہ کو یاد کریں اور ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

دعائیں مانگتے ہوئے خشوع اور خضوع بہت ضروری ہوتا ہے۔

اللہ تعالی اس دل کی دعا نہیں سنتا جو غافل ہو، جو مشغول ہو کسی اور چیز میں اور منہ سے دعا کر رہا ہو، تو حاضر دل سے دعا کرنی چاہیے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو اور جان لو کہ بے شک اللہ غافل اور لھو اور لعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ ہی دعا مانگی چاہیئے۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اللہ اگر تو چاہے تو معاف کر اگر نہیں چاہتا تو نہ کر۔

نہیں۔ اللہ تو معاف ہی کر کیونکہ معافی ہی ہماری ضرورت ہے۔

❖ آیت 206 سجدہ تلاوت سنت ہے۔

نبی کریم ﷺ اس کا اہتمام کرتے تھے۔

✷ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ قرآن کی قراءت کرتے پس آپ اس سورت کی قراءت کرتے جس میں سجدہ ہوتا تو آپ سجدہ کرتے ہم بھی آپکے ساتھ سجدہ کرتے حتی کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کی بھی جگہ نہ ملتی تھی (تو وہ دوسرے کے اوپر، یا جھک کے، یا اشارے سے سجدہ کرلیتا تھا)

اس سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں، اٹھتے ہوئے نہیں کہتے۔

اس سجدے میں سلام بھی نہیں۔

قبلہ رخ ہونا افضل ہے ضروری نہیں

سجدہ تلاوت کی دعا

سجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ , وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بحَوْلِهِ وَ قُوَتِهِ , فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الخَالِقِينَ

یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں ورنہ تین بار

سبحان ربی الاعلی پڑھیں

سورۃ الانفال

- سورۃ الانفال جنگ بدر کے بارے میں ہے۔
- انفال سے مراد (غنائم) ہیں۔
- یہ پہلی جنگ تھی جو مسلمانوں نے فی سبیل اللہ لڑی تھی۔
- اس دن کو یوم الفرقان کہا گیا کیونکہ اس دن فیصلہ ہو گیا تھا کہ اب کامیاب کون ہو گا؟ آئندہ کون آگے بڑھے گا؟
- مسلمان صرف 313 تھے جبکہ دشمن ہزار کی تعداد میں تھا مسلمانوں کے پاس ایک یا دو گھوڑے تھے۔
- دشمنوں کے پاس 300 گھوڑے تھے بظاہر کوئی تناسب نظر نہیں آتا تھا۔
- دشمن کا پلڑا بہت بھاری تھا لیکن مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اور جب فتح حاصل ہوئی تو مال غنیمت آیا تو آپس میں تھوڑی بہت کشمکش بھی ہوئی۔
- نوجوان کہتے تھے کہ ہم نے آگے جا کے جنگ کی تو ہمیں زیادہ حصہ ملنا چاہیئے
- بزرگ کہتے تھے کہ ہم نے پیچھے سے تمہارا دفاع کیا ہے ہمیں زیادہ ملنا چاہیئے۔

❖ آیت 1

اس سے پہلے دور جاہلیت میں کوئی طریقہ نہیں تھا جو طاقتور ہوتا تھا وہی سب کچھ لے جاتا تھا۔

صحابہ سے کہا جارہا ہے یہ جنگ تم نے اللہ کے لیے کی ہے انفال کے لیے تو نہیں کی۔

غنائم کو ایک طرف رکھو اور اپنے تعلقات اچھے کرو کیونکہ یہ باہم جڑنا مضبوطی کی علامت ہے اور تم مضبوط ہوگے، طاقتور ہوگے تو آئندہ دشمن کا مقابلہ کر سکو گے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو نماز، آپس میں صلح کروانے اور اچھے اخلاق سے بہتر ہو۔

اللہ کی عبادت اور بندوں کے ساتھ اچھے تعلقات اور اچھا اخلاق اعلٰی درجات والے لوگوں کا کام ہے۔

❖ آیت 2

ہم سب بھی اپنا جائزہ لیں

کیا ہمارے بھی دل کانپتے ہیں؟

اور کیا ہمارا بھی ایمان بڑھتا ہے؟

کیا ہمارے توکل میں اضافہ ہوتا ہے؟

❖ **آیت 4** جتنا زیادہ ایمان ہو گا جتنا زیادہ بہتر اخلاق ہو گا اتنا ہی درجہ بلند ہو گا۔

❖ آیت 7 دوسرا گروہ کونسا تھا؟

جو ابوسفیان کی قیادت میں مال تجارت لے کر آرہا تھا اور اسے مدینہ کے قریب سے گزرنا تھا تو مسلمان چاہتے تو اس کو لوٹ لیتے۔

اور دوسری طرف سے دوسرا گروہ جو مکہ سے آرہا تھا لڑنے کے لیے۔

تمہیں دنیا کا سامان مطلوب تھا اور اللہ کو حق کی بلندی مطلوب تھی۔

❖ آیت 9

خاص کر نبی کریم ﷺ رات بھر دعائیں کرتے رہے خوب آہ وزاری کی حالانکہ آپ اللہ کے رسول تھے آپ سے اللہ کی مدد کا وعدہ تھا اس کے باوجود آپ کی عاجزی دیکھیے اور دعاؤں کی کثرت دیکھیے۔

❖ آیت 10

اللہ کی مدد کب آتی ہے؟

جب انسان اللہ کی طرف رغبت کرتا ہے، عاجزی کرتا ہے، گڑگڑاتا ہے، مدد مانگتا ہے۔

وماالنصر الامن عند اللہ: بہت اہم قانون بتا دیا گیا کہ مدد تو صرف اللہ ہی طرف سے آتی ہے۔

❖ **آیت 12** گردنوں کے اوپر دوہیں یعنی ایک تو سر پھوڑو اور گردن کاٹ دو۔

❖ آیت 15

چونکہ مسلمان تعداد میں کم تھے تو خطرہ تھا اس بات کا زیادہ دشمن دیکھ کر کہیں واپس نہ دوڑنے لگیں اور بھگدڑ نہ مچ جائے تو روک دیا گیا کہ میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے

❖ آیت16

اللہ کی راہ میں نکلے ہیں، ایمان والے ہیں، صحابہ کرام ہیں لیکن اگر تم بھی میدان جنگ سے بھاگے تو یہ انجام ہے آگے۔ تو اس لیے انسان کو نیکی کے راستے پر چلتے ہوئے استقامت اختیار کرنی چاہیے، مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیے ورنہ بعض اوقات ایک شخص پیچھے ہٹتا ہے تو دوسرا اس کو دیکھ کے اور تیسرا اس کو دیکھ کے اس طرح بہت سے لوگوں کے دین سے پھرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

❖ آیت17

یعنی امتحان میں بھی ڈالا اور مدد بھی ساتھ کی تاکہ امتحان میں کامیاب بھی ہو جائیں، کس قدر مہربان رب ہے۔

❖ آیت19

بدر کے دن اہل مکہ نے صُبُح دعا کی تھی کہ یا اللہ جو گروہ حق پر ہے وہ کامیاب ہو جائے اور دوسرا ناکام ہو۔ تو تم نے خود ہی فیصلہ مانگا تھا اب تمہاری ناکامی کی صورت میں فیصلہ تمہارے سامنے آگیا۔

❖ آیت20

ایمان والوں کو اللہ کی اطاعت، اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اس سے منہ نہیں موڑنا چاہیے اور جو وہ کہیں اسے غور سے سننا چاہیے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو کہتے ہیں ہم نے سنا لیکن دل سے نہیں سنتے۔

اصل میں سننے والا کون ہوتا ہے؟

جو مان لیتا ہے بات کو سن کر۔

❖ آیت23

ایسے لوگوں کو جو عقل استعمال نہیں کرتے، غور و فکر نہیں کرتے، بات سمجھتے نہیں، وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

یہ اللہ کا طریقہ ہے کہ وہ کسی کو زبردستی نہیں سنواتا، اسی کے دل میں اتارتا ہے جو واقعی سننے کے لیے آتا ہے اور سننا چاہتا ہے۔

اللہ کا کلام سننے کے بعد انسان کا رویہ یا تو اِطاعت کا ہوتا ہے یا غفلت کا ہوتا ہے۔

ضروری نہیں کہ ہر شخص اس علم پر عمل بھی کرے تو اصل میں بھلائی اسی کے اندر ہے جو اللہ کی آیات میں غور و فکر کرے اور پھر عمل میں ڈھال لے انکو۔

آیت24: اللہ تعالی آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یعنی اسکو پتہ چل جاتا ہے جو دل سے وسوسے اٹھتے ہیں

❖ آیت25

منکر کو روکنا چاہیے ورنہ فتنہ سب ہی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے صرف ظلم کرنے والوں کو ہی نہیں بلکہ جو نہ روکیں ان کو بھی۔

❖ آیت27 لا دين لما لا امانة له

اس کا کوئی دین ہی نہیں جس کے اندر امانت کا پاس نہیں۔

❖ آیت28

مال اور اولاد نعمت بھی ہیں اور فتنہ بھی۔

کب نعمت ہیں؟

▪ جب انسان انہیں اللہ کی اطاعت میں لگاتا ہے

⬘ کب فتنہ ہیں؟

▫ جب یہ اللہ کا شکر ادا کرنا بھلا دیتے ہیں

▫ اپنے میں ہی مشغول کر دیتے ہیں

❖ آیت29

تقوی سے انسان کے اندر سمجھ بوجھ پیدا ہو جاتی ہے کہ صحیح اور غلط کیا ہے۔

تقوی سے انسان کے اندر اللہ کا قرب بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

جتنا جتنا انسان اللہ کے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے اندر فرقان زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

یعنی ایک وقت ہوتا ہے جب انسان کو اپنی کچھ چیزیں غلط ہی نہیں لگتی پھر اللہ کے کلام کو پڑھ، سنکر دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے تو انسان اپنی چھوٹی کوتاہیوں کو خود دیکھنے لگتا ہے، اس کی انکھیں کھل جاتی ہیں کہ میرے اندر یہ بھی غلطی ہے اور میرے اندر یہ بھی کوتاہی ہے اور پھر انسان ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنے اندر سے نکالنے لگتا ہے اور جوں جوں گناہ دور ہوتے ہیں اللہ کا قرب بڑھتا چلا جاتا ہے۔

❖ آیت33

اِستِغفار عذاب سے بچانے کا سبب ہے-----!

بعض سَلَفِ صالحین کہتے ہیں کہ ہمارے لیے عذاب سے دو پناہیں ہیں:

▫ ا- نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا دنیا میں موجود ہونا

▫ ۲- استغفار کرنا، جب نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وفات پا گئے تو ایک حفاظت ختم ہو گئی اب صرف دوسری باقی ہے (اور وہ ہے استغفار)

✷ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

انسان جب تک اللہ عزوجل سے استغفار کرتا ہے اسوقت تک اللہ عزوجل کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

ان شاءاللہ دنیا میں بھی، قبر اور پھر حشر میں بھی حفاظت

استغفار کی وجہ سے پھر گناہ لکھے بھی نہیں جاتے۔

❖ **آیت35:** ایک entertainment بنالی تھی انہوں نے عبادت بھی۔

❖ آیت39

نبی کریم ﷺ جو کفار قریش کے خلاف جنگ کر رہے تھے اس کا اصل مقصد کیا تھا؟

فتنہ ختم ہو جائے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔

❖ **آیت40:** مشرکین مکہ سے کہا جا رہا ہے کہ باز آ جاؤ ورنہ مومنوں کا مولا تو اللہ ہے وہ ان کی مدد کرے گا اور تمہاری شامت آ جائے گی

اللہ تعالی ہمیں ہمیشہ اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور ہمارا مولا رہے۔ آمین۔

پارہ 9 کے Highlights

1. نعمتوں کو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیے اپنا کمال نہیں سمجھنا چاہیے۔
2. خوشحالی اور بدحالی دونون ہی امتحان ہوتے ہیں۔
3. بے قراری، اضطراب اور تکلیف کی صورت میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے اس کی کیفیت بدل جاتی ہے اسے سکون اور قرار آ جاتا ہے۔
4. نیک کام کرنے کے باوجود اللہ سبحان و تعالی سے ڈرتے رہنا چاہیے کبھی فخر غرور اور تکبر نہیں آنا چاہیے۔ اللہ کا فضل سمجھنا چاہیے۔
5. کامیابی صبر کے ساتھ ہے۔
6. سختیاں اور تکلیفیں دلوں کو نرم کرتی ہیں۔
7. تکبر ہدایت کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے۔
8. نفع و نقصان کا مالک اللہ ہے اس لیے اپنے امور اس کے سپرد کر دینے چاہیے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ

(کراچی ریجن)